نمبر ۱۲ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۲ء یوم پنجشنبہ مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور کو سخت سردرد کی شکایت ہو گئی تھی لیکن اب بفضل خدا آرام ہے ؂

مرکزی دفاتر کی مصروفیتوں میں سہولت اور تیزی پیدا کرنے کے لئے گزشتہ سال کی مجلس مشاورت میں نمائندگان سے مشورہ لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹیلیفون لگانے کا جو فیصلہ فرمایا تھا اس کی تعمیل میں چھ مقامات پر یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اپنے دفتر میں۔ اور پرائیویٹ سکرٹری۔ ناظر صاحب دعوت و تبلیغ۔ ناظر صاحب اعلیٰ ناظر صاحب بیت المال اور ایڈیٹر الفضل کے دفاتر میں ٹیلیفون لگا دیا گیا ہے۔ اور اس سے ضروری کام لینا شروع ہو گیا ہے ؂

۲۶ جولائی بشیخ اصغر علی صاحب پنشنر ہیڈ کلرک محکمہ نہر نے اپنے لڑکے بابو احمد علی صاحب کے ولیمہ کی دعوت بعض اصحاب کو دی یہ نکاح نذیر بیگم صاحبہ ہمشیرہ حکیم فضل الرحمٰن صاحب سابق مبلغ افریقہ سے ہوا ہے ؂

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نجات محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے

(فرمودہ ۲۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

"نجات کے متعلق جو عقیدہ قرآن شریف سے مستنبط ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ نجات نہ تو صوم سے ہے۔ نہ صلوٰۃ سے۔ نہ زکوٰۃ۔ اور صدقات سے۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے جس کو دعا حاصل کرتی ہے۔ اسی لئے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا سب سے اول تعلیم فرمائی ہے۔ کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے جس سے اعمالِ صالحہ کی توفیق ملتی ہے۔ کیونکہ جب انسان کی دعا جو سچے دل اور خلوص نیت سے ہو۔ قبول ہوتی ہے۔ تو پھر نیکی اور اس کے شرائط ساتھ خود ہی مرتب ہو جاتے ہیں ؂

اگر نجات کو محض اعمال پر منحصر کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور دعا کو محض بے حقیقت سمجھا جائے۔ جیسا کہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے۔ تو یہ ایک باریک شرک ہے۔ کیونکہ اس کا مفہوم دوسرے لفظوں میں یہ ہوگا۔ کہ انسان خود بخود نجات پا سکتا ہے۔ اور اعمال اس کے اپنے اختیار میں ہیں۔ جن کو وہ خود بخود بجا لاتا ہے۔ تو اس صورت میں نجات کی کلید انسان ہی کے اپنے ہاتھ میں ہوئی اور خدا سے نجات کا کچھ تعلق اور واسطہ نہ ہوا۔ گویا وہ خود کوئی چیز نہ ہوا۔ اور اس کا عدم وجود برابر ٹھیرا۔ (معاذ اللہ)"

(" الحکم " ۱۰۔ اگست سنہ ۱۹۰۳ء)

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

اجنالہ میں مناظرہ

۲۳-جون کو دو مناظرے وفاتِ مسیحؑ اور صداقت مسیح موعود علیہ السّلام پر علے الترتیب اہلحدیثوں سے قرار پائے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے صدر میاں محمد عبد اللہ جان صاحب وکیل تھے۔ اور مناظر سید احمد علی صاحب طالب علم مدرسہ احمدیہ اہلحدیثوں کی طرف سے مولوی عبد القادر صاحب نے وفاتِ مسیح پر مناظرہ کیا۔ وفاتِ مسیح کا مناظرہ شروع ہوتے پر اہلحدیث صدر نے اپنے مناظر کی کمزوری دیکھ کر شرارت سے کام لینا چاہا۔ مگر ہمارے صدر صاحب نے اسے روک دیا۔ اہلحدیث مناظر احمدی مناظر کے اعتراضات کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔

دُوسرا مناظرہ صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ہُوا۔ احمدی مناظر مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی مولوی فاضل اور اہلحدیثوں کی طرف سے حافظ احمد دین صاحب تھے۔ احمدی مناظر نے سات معیار قرآن کریم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں پیش کئے۔ جن کا مقابل کے مناظر سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن پیشگوئیوں پر اعتراض کئے گئے۔ ان کی پوری طرح وضاحت کی گئی۔ غیر مسلم پبلک غیر احمدی مناظر کی بدزبانی کی شاکی تھی۔ جس کے متعلق غیر احمدی صدر کو معذرت کرنی پڑی۔

خاکسار رحمت علی عرائض نویس انسپکٹر تبلیغ تحصیل اجنالہ

پٹھانوالی میں سکھ گیانی سے گفتگو

۱۰-جولائی کو پٹھان والی ضلع سیالکوٹ میں سکھوں کا جلسہ تھا۔ جس میں دور دور کے گیانی آئے ہوئے تھے۔ گیانی شیر سنگھ امرت سر والے کی تقریر ہو رہی تھی۔ کہ ہمارا انصار اللہ کا وفد پہونچ گیا۔ گیانی صاحب نے مختلف مذاہب کے اصول کو ناقص ثابت کرنے کے بعد اسلام کے متعلق کہا۔ کہ اگرچہ میں اسے اچھا مذہب سمجھتا ہوں۔ مگر اس میں بھی شرک کی تعلیم ہے۔ کیونکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں توحید بھی ہے۔ اور دُوسرے حصہ میں شرک کی تعلیم ہے۔ اس لئے یہ مذہب بھی قابلِ قبول نہیں۔ دنیا میں صرف سکھ مذہب ہی باعثِ نجات ہے۔ گیانی صاحب کی تقریر ختم ہونے پر ہم نے وقت مانگا۔ جب صدر نے اجازت دی۔ تو ماسٹر علی احمد صاحب نے کہا۔ گیانی صاحب نے بیان کیا ہے۔ کہ اسلام کے کلمہ میں شرک کی تعلیم ہے۔ اگر اس میں شرک کی تعلیم ہے۔ تو باوا نانک صاحب بھی مشرک ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اسے پڑھنے کی تلقین [illegible] دیگر مذاہب کی طرح مٹ جائے گا۔ حالانکہ باوا نانکؒ صاحب جنم ساکھی کلاں ص ۱۴۳ میں فرماتے ہیں۔ کہ صرف ایک قرآن رہ جائے گا۔ اور باقی سب کتابیں مٹ جائیں گی۔

اس پر گیانی صاحب نے کہا۔ کہ میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ اسلام شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ اور دوسرے امر کے متعلق خاموشی اختیار کر لی۔ حاضرین پر اس کا اچھا اثر ہُوا۔

خاکسار حکیم اللہ دتا انسپکٹر تبلیغ تحصیل سیالکوٹ

دھرم کوٹ رندھاوا میں جلسہ

دھرم کوٹ رندھاوا کی جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۶-۱۷-جولائی منعقد ہُوا۔ غیر احمدیوں کے مولوی بھی آئے ہوئے تھے احمدی مبلغ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ حافظ محمد عمر صاحب۔ گیانی واحد حسین صاحب۔ مولوی غلام مصطفٰے صاحب۔ مولوی محمد شریف صاحب موجود تھے۔ غیر احمدیوں نے جلسہ کو ناکام بنانے کی پوری سعی کی لیکن انہیں کامیابی نہ ہُوئی۔

مولوی محمد مسعود صاحب نے جماعت احمدیہ کو چیلنج دیا۔ کہ مرزا صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا جائے۔ اس پر چیلنج فوراً منظور کر لیا گیا۔ لیکن خود رات کو دوسرے گاؤں میں چلا گیا۔ جب غیر احمدیوں نے بلوا بھیجا۔ تو کہہ دیا۔ کہ مناظرہ کا انتظام کرو۔ میں آتا ہوں۔ مگر مناظرہ میں آنے کی بجائے کہیں اور چلا گیا۔ غیر احمدیوں نے اسکی کھلی شکست کو بہت محسوس کیا۔

احمدی مبلغین نے اپنے جلسہ میں اسلام اور احمدیت کی صداقت میں پُر اثر تقریریں کیں۔ خاکسار مبارک احمد خاں۔

لائل پور میں جلسہ

انجمن احمدیہ لائل پور کا ماہواری تبلیغی جلسہ ۱۰-جولائی مسجد احمدیہ میں منعقد ہُوا۔ مولوی عبد القادر صاحب نے "رسول کریمؐ کے احسانات عورتوں پر" اور ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب نے "اسلام" پر تقریریں کیں۔ جنہیں حاضرین نے پسند کیا۔ خاکسار عبد الواحد خاں ایم-ایس-سی لائل پور۔

بنوں میں جلسہ

جماعت احمدیہ بنوں کا پہلا جلسہ چار دن ۷-تا ۱۱-جولائی نہایت شان و شوکت سے ہُوا۔ مخالفین کی سخت مخالفت کے باوجود تقاریر نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے ہوئیں۔ پہلے دو دن شیخ فیروز الدین صاحب کی سرائے میں جلسہ ہُوا۔ جنہوں نے غیر احمدی مولویوں کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے سرائے جلسہ کے لئے احمدیوں کے حوالے کر دی۔ آخری دو دن گارسٹن پارک میں ہُوا۔ پہلے دن ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس کے صدر جناب خان صاحب کریم داد خاں صاحب تھے۔ موضوع "میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے" تھا۔ سب سے پہلے مولوی چراغ الدین صاحب احمدی مبلغ علاقہ نے نہایت عمدگی سے مضمون پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں علی اکبر [illegible] عیسائیوں۔ اور آریہ سماجیوں کے نمائندوں نے مضمون سنائے دوسرے روز مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے فضیلت اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ تیسرے دن پارک میں مولوی چراغ الدین صاحب نے "قرآن کریم الہامی کتاب ہے" پر ایک مدلل تقریر کی۔ صدر مولوی عبد الغفور صاحب نے بھی بعد میں اس موضوع پر مختصر تقریر کی۔

آخری دن مولوی عبد الغفور صاحب نے "مسلمان کیونکر ترقی کرسکتے ہیں" پر لیکچر دیا۔

بنوں میں یہ پہلا جلسہ ہُوا۔ جو خدا کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ سامعین کافی تعداد میں تقاریر سُننے کے لئے آتے رہے خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ بہت متاثر ہُوا۔ غیر احمدیوں نے مخالفت میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی لیکن آخر ناکام رہے۔

بالآخر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے حسن انتظام سے ہر طرح امن قائم رکھا۔ خاکسار عبد الکریم بنوں

"الفضل" کے وی پی

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۶-جولائی سے ۱۵-اگست تک کسی تاریخ کو ختم ہے۔ ان کے نام الفضل مورخہ ۲۱-جولائی نمبر ۹ میں چھپ چکے ہیں۔ اسے دوبارہ ملاحظہ فرما کر اپنا اپنا نام ملاحظہ فرمالیں۔ اور وی-پی کے پانچ آنے زائد خرچ سے بچنے کے لئے بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ محاسب یا دستی پانچ اگست تک بھجوا دیں۔ ورنہ آٹھ اگست کو وی-پی ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وی-پی نہ رک سکے گا۔ مینیجر الفضل قادیان۔

مَعذرت

۲۶-جولائی کے پرچہ کے صفحہ سات کے مضمون "اتحاد و اتفاق کے متعلق اسلام کا پیش کردہ نظریہ" کی مطبع میں کاپی لگاتے وقت جب بعض الفاظ خراب ہو گئے۔ تو سنگساز نے پتھر پر الفاظ جماتے وقت اپنی کم علمی کی وجہ سے نہ صرف کالم تین کے اوپر کے حصہ کی عبارت بالکل غلط اور بے معنی بنا دی۔ بلکہ ایک لفظ "مغضوبی" کو "منظیوقی" لکھدیا۔ اس بارے میں نہایت افسوس کے ساتھ معذرت کی جاتی ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ اس قسم کی غلطیوں کا انسداد ہوسکے۔

انجمن احمدیہ مونگ کا تبلیغی جلسہ

مونگ ضلع گجرات میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ۵، ۶، ۷-اگست ۱۹۳۲ء کو ہوگا۔ انشاء اللہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ گیانی واحد حسین صاحب

مولوی عبد الغفور صاحب [illegible] ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

کشمیر کے ایک گاؤں میں احمدیوں پر پولیس کے شرمناک مظالم

بے قصور مردوں اور ایک خاتون کے ساتھ انسانیت سوز سلوک

احمدیوں پر خصوصیت سے مظالم

ریاست کشمیر کی گزشتہ ایام کی شورش کے دوران میں مختلف مقامات کے احمدیوں کو ریاستی حکام نے جن مظالم و تشدد کا نشانہ بنایا۔ ان کی تفصیل نہایت ہی دردناک اور رُوح فرسا ہے۔ ریاست میں یُوں بھی معمولی سے معمولی درجہ کا سرکاری ملازم بھی عوام کے لئے بلائے بے درماں کا حکم رکھتا ہے اور رعایا پر ظلم و ستم کرنے کے لئے اس قدر دیدہ دلیر ہوتا ہے۔ کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ لیکن جور و تعدی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے ایام میں تو گویا غیر مآل اندیش اور متعصب کارندوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ جو کچھ بھی وہ کریں۔ اور جس طرح بھی خدا تعالےٰ کی بے کس اور بے بس مخلوق کو تباہی و بربادی کے گھاٹ اتاریں ان کے لئے جائز ہے۔ چونکہ جماعت احمدیہ نے کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کو جور و جفا سے رہائی دلانے کیلئے۔ اور ان کو انسانی حقوق حاصل کرانے کے لئے۔ اُن کی آئینی جد و جہد میں نمایاں اور شاندار امداد کی۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی میں جد و جہد شروع کی۔ اس لئے ریاست کے نادان خیر خواہوں اور سنگدل اہلکاروں نے احمدیوں کو خصوصیت کے ساتھ نشانہ ستم بنایا۔ اور ہر رنگ میں تکالیف دینے۔ اور نقصان پہونچانے کی کوشش کی۔

احمدیوں پر مظالم کی وجہ

ریاستی حکام کے اس ناروا اور خلاف عدل و انصاف رویہ کی وجہ تو سمجھ میں آسکتی ہے۔ جب معمولی حالات میں افراد رعایا سے ان کا سلوک حد درجہ متشددانہ چلا آتا ہے۔ اور وہ عرصہ دراز سے جور و جفا کے عادی ہو چکے ہیں۔ تو ایسے وقت میں جب مسلمانوں کی آئینی جد و جہد کو ریاست کے خلاف بغاوت قرار دیا گیا ہو انہیں بے تحاشا گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ہو۔ ان سے جیل خانے بھر دیئے گئے ہوں۔ ان کی برسر عام کوڑے مار مار کر کھالیں ادھیڑ دی گئی ہوں۔ اور ہر قسم کا جبر و تشدد ان کے لئے جائز سمجھا گیا ہو۔ اس وقت ادنےٰ سے ادنےٰ ملازم بھی اگر پیکر ظلم و جفا بن جائے۔ تو تعجب کی بات نہیں۔ اور جب مسلمانان کشمیر کی بیداری اور اپنے حقوق کے حصول کے لئے جد و جہد کو بغاوت قرار دے کر اس کا باعث جماعت احمدیہ کو ٹھیرایا جاتا ہو۔ تو ہر ایک احمدی ریاست کے کارندوں کی نگاہ میں جس طرح کانٹے کی طرح کھٹک سکتا ہے۔ اور جس قسم کے سلوک کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

حکام کے آلہ کار غداران قوم

لیکن حیرت یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو انسانی حقوق دلانے اور بے انصافیوں اور بے رحمیوں سے بچانے کے لئے جماعت احمدیہ نے ہر قسم کی جائز امداد دی۔ جن کی خاطر ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں۔ ان میں سے بھی بعض ایسے لوگوں نے جو ریاست کے نہایت ادنےٰ کارندے تھے۔ محض ذاتی اغراض کے لئے اور ریاستی حکام کی خوشنودی کے لئے اپنی قوم کی بربادی اور تباہی کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے احمدیوں پر جبر و تشدد کرنے میں حد سے بڑھکر حصہ لیا۔ اور ہر رنگ میں نقصان پہونچانے کے لئے آلہ کار بن گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ متعصب حکام نے ایسے غداران قوم کی شرکت سے احمدیوں کو جانی اور مالی طور پر سخت نقصان پہونچایا۔ ان کی عزت و آبرو برباد کی گئی۔ حتےٰ کہ انہیں اپنے مذہبی عقائد سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا گیا۔

ایک الم ناک مثال

اس قسم کے جور و ستم کے ایک نہایت ہی شرمناک واقعہ کا اس وقت ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ بے گناہ اور بے قصور احمدی کیسے المناک طریق سے ستائے۔ اور دُکھ دیئے گئے۔

۱۵ - ۱۶ - ماگھ بکرمی ۱۹۸۸ کی درمیانی شب ضلع پولیہ تھانہ ڈورو تحصیل اننت ناگ کا ایک شخص مسمی لسی راتھر اچانک مرگیا۔ صبح کو پولیس نے اسکی لاش پر قبضہ کر لیا۔ اور پوسٹ مارٹم کے لئے اسلام آباد بھیجدیا۔ اس موقعہ پر پولیس نے جو تحقیقات کی۔ اس کے نتیجہ میں کسی کو گرفتار نہ کیا گیا۔

ایک احمدی کی گرفتاری

لیکن جب جموں سے لاش کے متعلق یہ ڈاکٹری نتیجہ آیا۔ کہ فوتیدگی افیون کے ذریعہ ہوئی ہے۔ تو ۱۴ چیت کو پولیس پھر موضع پولیہ میں آئی۔ اس وقت بعض مقامی سرکاری کارندوں نے سازش کر کے متوفی کی بیوی سے اس کے سابقہ بیان کے خلاف یہ بیان دلوایا۔ کہ اس کا خاوند فوت ہونے کے دن ایک احمدی مسمی محمد بٹ کے گھر سے کھانا کھا کر آیا تھا۔ اور وہاں سے آنے کے بعد گھر میں مر گیا۔ اسی دن مسمی محمد بٹ کو تھانہ میں بلا کر گرفتار کر لیا گیا۔

دُوسرے احمدی کی گرفتاری

دُوسرے دن ایک اور احمدی محمد شاہ صاحب دیو کو جو موضع دیری ناگ میں عربی مدرس ہیں۔ اور محمد بٹ مذکور کے ہاں رہائش رکھتے تھے۔ ایک کانسٹبل اور ایک چوکیدار کے ذریعہ مدرسہ سے بلا کر زیر حراست کر لیا گیا۔ جب محمد شاہ صاحب محمد بٹ کے گھر پہونچے۔ تو اس وقت پولیس اس گھر کی تلاشی لے رہی تھی۔ اور ان کے اسباب کی تلاشی ان کی عدم موجودگی میں لے چکی تھی۔ ان کے اسباب سے قابل گرفت چیز تو کیا مل سکتی تھی۔ "الفضل" کے پرچے یہ کہکر اپنے قبضے میں کر لئے گئے۔ کہ اس اخبار کا ریاست میں آنا بند ہے۔ اور باوجود یہ بتانے کے کہ "الفضل" کا داخلہ ریاست میں کبھی بند نہیں ہوا۔ پرچے واپس نہ دیئے گئے۔ محمد شاہ صاحب کو ۵ چیت سے ۱۰ چیت تک زیر حراست رکھا گیا۔ اس دوران میں تھانیدار نے نہایت شرمناک طور پر ان سے بدزبانی کی۔ اور ساتھ ہی احمدیت کے خلاف بیہودہ گوئی سے بھی کام لیتا رہا۔ اس علاقہ کے نائب تحصیلدار نے بھی کھلم کھلا تھانیدار سے کہا کہ انسپکٹر مدارس کو لکھکر انہیں معطل کراؤ۔ اور انہیں خوب مزا چکھاؤ۔

شرمناک ظلم

اس دوران میں ایک دن نمبردار دیہہ کے گھر لے جا کر محمد شاہ صاحب پر انتہاء درجہ کا شرمناک ظلم کیا گیا۔ گالیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اُن کے کپڑے اتروائے گئے۔ حتیٰ کہ پاجامہ تک اتار دینے پر بھی مجبور کیا گیا۔ مگر انہوں نے اس سے قطعی انکار کر دیا۔ اس پر ان کو سخت مارا پیٹا گیا۔ اس موقعہ پر تھانیدار - ذیلدار - ایک سارجنٹ - متوفی کی بیوی - چند کانسٹبل اور چوکیدار موجود تھے محمد شاہ

صاحب کو ٹانگیں پھیلا کر اور بازو اُوپر اُٹھا کر کھڑا کر دیا گیا۔ اور یہ کہنے پر مجبور کیا گیا۔ کہ متوفی فوت ہونے کے دن محمد بٹ کے گھر آیا تھا۔ اور جب یہ غلط بیان دینے سے انہوں نے انکار کیا۔ تو زدوکوب کیا گیا۔ ذیلدار نے بھی احمدی ہونے کے طعنے دے کر جھوٹا بیان دینے کے لئے کہا:۔

ظلم کا خاتمہ کس طرح ہُوا

آخر تھانیدار اور اس کے مددگاروں کے جبر و تشدد کا خاتمہ اس طرح ہؤا۔ کہ اس نے بیس روپے اپنے لئے اور ایک روپیہ کنسٹیبلوں کے لئے لے کر چھوڑ دیا۔ گویا ایک بے گناہ اور بے قصور پر جس کے خلاف تھانے دار کے پاس کوئی بھی ثبوت نہ تھا اس قدر تشدد اور اتنا ظلم محض اس لئے کیا گیا۔ کہ اس سے روپے وصول کئے جائیں۔ اور جب ایک اکیس روپے کی حقیر سی رقم جو گرفتار مصیبت احمدی کے لحاظ سے بہت بڑی کہی جا سکتی ہے۔ تھانیدار کے ہاتھ آگئی۔ تو اس نے قتل کے سے اہم کیس میں اسے رہا کر دیا:۔

پولیس نے یہ سلوک تو اس شخص سے کیا۔ جو مسمی محمد بٹ کے گھر ہنے کا قصور وار تھا۔ لیکن بیچارے محمد بٹ اور اس کی بیوی اور بیوی کے بھائی کو جس طرح نشانۂ تشدد بنایا گیا۔ وہ اور بھی زیادہ المناک ہے:۔

تیسرے احمدی کی گرفتاری

فتح راتھر برادر اہلیہ محمد بٹ احمدی کو ڈورو کے سکول سے بلایا گیا۔ اور نمبر دار دیہہ کے گھر سخت وحشت اور درندگی سے زدوکوب کیا گیا۔ اسے بھی ۱۰ چیت تک زیر حراست رکھا گیا:۔

احمدی خاتون پر انسانیت سوز مظالم

اہلیہ محمد بٹ کو بھی اسی عرصہ میں زیر حراست رکھ کر انسانیت سوز سلوک کیا گیا۔ کھلم کھلا لوگوں کے سامنے سخت ناپاک الفاظ سے اسے مخاطب کیا جاتا رہا۔ اور آخر ظلم کو اس طرح انتہا تک پہونچا دیا گیا۔ کہ نمبردار مذکور کے گھر لے جا کر جہاں تھانے دار، ذیلدار، سارجنٹ، کنسٹبل، اور چوکیدار جمع تھے۔ پہلے تو اس کے اُوپر کا کپڑا اتار اگیا۔ جب وُہ برہنہ سر کر دی گئی۔ تو ذیلدار نے اس سے کہا۔ تم احمدی ہو۔ اسی وجہ سے یہ سب کچھ تمہارے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اب بھی توبہ کرو۔ اور مرزا پر (نعوذ باللہ) لعنت بھیجو۔ تو تمہارا یہ حال نہ کیا جائے گا۔ جفاکاروں کے جنگل میں پھنسی ہوئی اس بیکس اور بے بس خاتون نے بمنت التجا کی۔ کہ مجھ پر رحم کیا جائے لیکن سنگدل اور انسانیت سے عاری انسان نما درندوں پر کوئی اثر نہ ہؤا۔ اور ذیلدار نے عورت کی اس درخواست رحم کا جسے بدترین دشمن بھی قبول کر لیتا۔ یہ جواب دیا۔ کہ توبہ کرتی نہیں ہو اور یہ کم کرتی ہو۔ اس کے ساتھ ہی بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں سخت بد زبانی

مظلومانہ التجا کا ظالمانہ جواب

خاتون مذکور نے اپنے بے قصور ہونے کا واسطہ دے کر پھر التجا کی۔ کہ میرے سر کا کپڑا دے دیا جائے۔ اور میری بے عزتی نہ کی جائے۔ لیکن اس دفعہ ایک نحیف و زار عورت کی یہ مظلومانہ التجا بالکل ناقابل برداشت ہو گئی۔ اور تھانیدار نے بڑے جوش سے خود اُٹھ کر بیتوں سے بے تحاشا پیٹنا شروع کر دیا۔ اور اس شدت کے ساتھ پیٹا۔ کہ اس کے جسم کا ذرہ ذرہ تلملا اٹھا۔ دوران زدوکوب میں تھانیدار خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھی سخت بکواس کرتا۔ اور یہ کہتا رہا۔ کہ "جلدی مرزا پر لعنت بھیجو"

ستم زدہ خاتون کا مومنانہ جواب

اس موقعہ پر خاتون موصوف کا صرف یہ جواب تھا۔ کہ چاہے تیل کی گرم کڑھائی میں ڈال دو۔ میں حضرت مرزا صاحبؑ کی شان کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہوں گی۔ آخر خدا تعالےٰ نے ایک کمزور اور نحیف خاتون کے مقابلہ میں ان ظالم اور جفاکار مردوں کو ناکام کیا۔ یعنی وُہ جو کچھ کہلانا چاہتے تھے۔ باوجود انتہا درجہ کے وحشیانہ تشدد کے نہ کہلا سکے۔ اس ناکامی کو محسوس کر کے اُنہوں نے جھوٹی تہمتیں لگانی شروع کیں۔ اور جب خاتون مذکور نے زور زور سے روتے ہوئے چلا کر یہ کہنا شروع کیا۔ کہ خدایا مجھے اس مصیبت سے بچا۔ تو تھانیدار اور ذیلدار نے کہا۔ تم ایک خدا کو مانتی ہو۔ اگر تو گیارھویں دیتی۔ آستانوں پر جاتی۔ اور احمدیت سے باز آتی۔ تو یہ حالت نہ ہوتی۔

انتہائی بے شرمی و بے حیائی

یہی ظلم نہایت رُوح فرسا ہے۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ ظلم و ستم میں حد سے بڑھے ہوئے کے علاوہ بے شرمی اور بے حیائی کی بھی انتہا کو پہونچے ہوئے تھے۔ ذیلدار تو متوفی کی بیوی کو جو اپنے خاص حالات کی وجہ سے شہرت رکھتی ہے۔ اور جس کا ذکر کئی بار اخبار "کشمیری" میں ہو چکا ہے۔ ساتھ لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ اور تھانیدار احمدی خاتون کو سارے کپڑے اتار دینے پر مجبور کرنے لگا۔ جب اُس نے انکار کیا۔ تو ٹانگیں چوڑی کر کے۔ اور بازو اُوپر اُٹھا کر کھڑا کر دیا گیا۔ اور تھانیدار کے حکم سے ایک ہندو کانسٹبل نے اٹھا کر اس زور سے اسے زمین پر دے مارا کہ بیچاری بے ہوش ہو گئی۔ ہوش آنے پر جب اُس نے پانی مانگا تو اس کی بجائے گالیوں کی بوچھاڑ کی گئی۔ اس وقت اس کا خاوند بھی لایا گیا۔ اسے بالکل ننگا کر دیا گیا۔ اور اس کے ننگے جسم پر مار مار کر اسے کہا گیا۔ کہ اپنی عورت کو ننگا کرو۔ تہذیب و شرافت اجازت نہیں دیتی۔ کہ اس کے بعد جو کچھ کیا گیا۔ اس کا ذکر کیا جائے۔ اور اس کی ضرورت بھی کیا ہے جس قدر حالات بیان کئے جا چکے ہیں انہی سے ظاہر ہے۔ کہ ظلم و ستم۔ بے حیائی اور بے شرمی کی حد کر دی گئی۔ آخر ساٹھ روپے لے کر ان دونوں میاں بیوی کو رہا کر دیا گیا:۔

ساٹھ روپے کی خاطر انتہائی ظلم

ایک طرف اس ظلم و تشدد کو رکھئے۔ جو ان بیچاروں پر کیا گیا۔ اور دُوسری طرف ساٹھ روپے کی رقم کو دیکھئے۔ جو نہ معلوم کن مشکلات سے بہت بڑی مصیبت سے بچنے کے لئے انہوں نے فراہم کی ہوگی تو اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرح بلا ثبوت اور بغیر کسی وجہ کے اس احمدی خاندان کو انتہائی وحشت و درندگی کا نشانہ بنایا گیا۔ اور کس طرح ظلم کو انتہا تک پہنچا دیا گیا:۔

مظالم کی تحقیقات

ہمیں معلوم ہُوا ہے۔ کہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو جو کہ آج کل آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نمائندہ کی حیثیت سے سری نگر میں قیام پذیر ہیں۔ جب ان رُوح فرسا واقعات کا تفصیلی علم ہؤا۔ تو انہوں نے اعلےٰ حکام کو اس طرف توجہ دلائی۔ اور اس معاملہ کی تفتیش کے لئے ایک قابل افسر مقرر ہو چکا ہے جس نے تحقیقات شروع کر دی ہے۔ اگرچہ ظالم اور جفاکاروں کے مقابلہ میں مظلومین نہایت بے کس اور کمزور ہیں۔ اور اُن کے لئے اپنی مظلومیت کی المناک داستان حکام بالا تک پہونچانے میں بہت سی مشکلات ہیں۔ تاہم اعلےٰ حکام کی قابلیت اور انصاف پسندی سے امید ہے۔ کہ وہ اس انتہائی ظلم کے پایۂ ثبوت تک پہونچانے میں پوری کوشش اور سعی فرمائیں گے۔ اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہونچا کر مظلومین کے زخموں پر عدل و انصاف کی مرہم رکھیں گے:۔

فوجی ٹریننگ اور احمدیہ جماعتیں

حضرت میرزا شریف احمد صاحب نے اپنے ایک مضمون میں جو ۲۳ جُون کے الفضل میں شائع ہؤا۔ اعلان فرمایا تھا۔ کہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو یہ فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ قادیان میں ایک ٹریننگ کلاس کھولی جائے جس میں بیرونی جماعتوں سے آنے والے احباب کو فوجی سکھلائی کرائی جائے۔ تاکہ وہ سکھلائی حاصل کرنے کے بعد اپنی اپنی جماعتوں میں اس کام کو چلا سکیں۔ اس کے لئے یکم اگست سے کلاس کھول دی جائے گی۔ لیکن معلوم ہُوا ہے۔ بیرونی جماعتوں نے ابھی تک اس بارے میں بہت کم دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اور اس وقت تک صرف دو جماعتوں نے اپنے میں سے ٹریننگ حاصل کرنے والے بھیجنے کی اطلاع دی ہے۔ علاوہ ازیں جماعت کی ورزشی تعلیم و تربیت کے متعلق قواعد وغیرہ تیار کرنے اور ان کے چھپوانے میں بہت وقت اور محنت صرف کرنی پڑی ہے۔ اس وجہ سے جماعتوں سے اپنے نوجوان بھیجنے کے لئے بار بار مطالبہ نہیں کیا جا سکا۔ ان حالات میں اس کلاس کا افتتاح یکم اگست کو نہیں۔ بلکہ یکم ستمبر کو ہوگا احباب کو چاہئیے۔ کہ اس عرصہ میں فوجی ٹریننگ کے متعلق قواعد و ضوابط منگا کر ان کا مطالعہ کریں۔ اور ہر جماعت اپنے میں سے مستعد اور اچھی صحت رکھنے والے نوجوانوں کو ٹریننگ کلاس میں سیکھنے کے لئے بھیجنے کا انتظام کرے تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ جماعتوں کے نمائندے سیکھ سکیں:۔

اسلام پر اعتراضات کے جواب

حضرت زینب رضی بنت جحش کا واقعۂ نکاح اور مخالفین اسلام

سید المعصومین پر مخالفین اسلام کا ناپاک افتراء

تفاسیر کی جھوٹی روایات

عیسائی مصنفین اور ان کے تتبع میں آریہ اپدیشک بعض تفاسیر کی وضعی جھوٹی روایات کی بناء پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس و مطہر زندگی کے متعلق یہ نہایت ہی گندہ اور ناپاک افتراء کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ نعوذ باللہ آپ نے حضرت زینب رض بنت جحش کو جو آپ کے آزاد کردہ غلام زید کی زوجیت میں تھیں۔ ننگا نہاتے دیکھ لیا اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ بے اختیار سبحان اللہ مقلب القلوب کہتے ہوئے گھر لوٹے زید کو جب اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو اس نے طلاق دیکر بیوی کو علیحدہ کر دیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

یہ واقعہ اگرچہ بعض تفاسیر والوں نے لکھا ہے۔ اور عقل و سمجھ سے کام نہ لیتے ہوئے لکھا ہے۔ مگر دوسرے مفسرین نے اس کی پر زور تردید کی ہے۔ معترضین نے اس روایت کو درست قرار دے لیا۔ جسے وہ اپنے اعتراضات کی بناء قرار دے سکتے تھے اور اس کی تردید میں جو کچھ لکھا گیا۔ اسے بالکل نظر انداز کر دیا حالانکہ عقل والضاف کا تقاضا یہ تھا۔ کہ دونوں پہلوؤں کا موازنہ کیا جاتا۔ اور پھر جو بات قرین قیاس معلوم ہوتی۔ اور جس کی تائید دیگر شواہد سے ہوتی۔ وہ اختیار کی جاتی۔

قطع نظر اس سے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس و مطہر زندگی کا ایک ایک لمحہ اس افترا کو باطل قرار دیتا ہے۔ خود اعلےٰ پایہ کے مفسرین کی شہادت ہے۔ کہ یہ روایت قطعاً مبنی بر جھوٹ اور غلط محض ہے۔

تفسیر جلالین کے شارح کا قول

صاوی شرح جلالین جلد ۳ صفحہ ۲۵۹ پر تفسیر جلالین کی اس موضوع روایت کے متعلق کہ ثم وقع بصرہ علیھا بعد حین فوقع فی نفسہ حبھا وفی نفس زید کراھتھا یعنے نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اچانک نظر ان پر جا پڑی۔ اس کے نتیجہ میں آپ کے دل میں محبت اور زید کے دل میں نفرت پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ لکھا ہے۔ ھٰذا التفسیر غیر لائق بمنصب النبوۃ لاسیّما بجنابہ الشریف وایضاً یبعد ان النبی یخفی علیھا حالھا مع کونھا بنت عمتہ و فی حجرہ یعنے یہ بیان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نبوت کے قطعاً شایاں نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بعید از قیاس امر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زینب کے حالات مخفی رہے ہوں۔ اور آپ نے انہیں ایک دن اچانک دیکھ لیا ہو۔ حالانکہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ اور آپ کی گود میں انہوں نے پرورش پائی تھی۔

فتح البیان کی شہادت

تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے۔ وما ذکرہ فی تفسیر ھٰذہ الآیۃ من وقوع محبتھا فی قلب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارادتہ طلاق زید لھا فیہ اعظم الحرج وما لا یلیق بمنصبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقدام عظیم من قائلہ وقلۃ معرفۃ بحق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بفضلہ وکیف یقال رأھا فاعجبتہ وھی بنت عمتہ ولم یزل یراھا منذ ولدت. ولا کانت النساء یحتجبن منہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو زوجھا لزید فلا یشک فی تنزیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ان یامر زیداً بامساکھا وھو یحب تطلیقہ ایاھا (جلد ۷ صفحہ ۲۸۳)

فرماتے ہیں:۔

بعض لوگوں نے جو یہ ذکر کیا ہے۔ کہ زینب کو اچانک دیکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ان کے لئے محبت پیدا ہو گئی۔ اور آپ نے چاہا۔ کہ زید طلاق دیکر انہیں علیحدہ کر دے۔ اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت پر خطرناک دھبہ لگتا ہے۔ اور لکھنے والے نے بہت بڑی جرأت کی جو اتنی بڑی فتنہ پردازی سے نہ ڈرا۔ اور اپنی قلت معرفت کا ثبوت دیا۔ یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچانک دیکھا۔ اور آپ کو ان کا حسن پسند آ گیا۔ حالانکہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ اور پیدائش سے ہی آپ انہیں دیکھتے چلے آئے تھے ۔۔۔ پھر اس روایت کی وضعیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ اس وقت جس وقت کی یہ روایت بیان کی جاتی ہے عورتیں پردہ نہیں کیا کرتی تھیں۔ پس بلاشبہ اس باطل اعتراض سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن بالکل پاک ہے۔

مصنف روح المعانی کی شہادت

تفسیر روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے۔ وقد رد ذالک القاضی عیاض فی الشفاء وقال لا کستریب فی تنزیہ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ھٰذا الظاھر وانہ یامر زیداً بامساکھا وھو یحب تطلیقہ ایاھا کما ذکرہ جماعۃ من المفسرین کہ قاضی عیاض نے اپنی کتاب "الشفا" میں اس واقعہ کی زبردست تردید کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اے مخاطب تو ان مفسرین کے ایسے اقوال سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزگی میں شک نہ لا۔ کہ یہ محض جھوٹا اور بے بنیاد قصہ ہے۔

انہی حوالجات کی مزید تائید تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۵۵۷ اور جمل لابی البقا جلد ۳ صفحہ ۴۵۷ سے بھی ہوتی ہے۔ پس اگر مخالفین اسلام کو یہ نظر آیا۔ کہ بعض تفاسیر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ افتراء کیا گیا ہے۔ تو ہمیں تعجب اور افسوس ہوتا ہے کہ کیوں انہیں وہ تفصیلات نظر نہ آئیں۔ جن میں اسے بہتان اور افتراء قرار دیتے ہوئے اس کی زبردست دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کی غرض محض اعتراض کرنا ہے۔ خواہ اس کی بنیاد خود ان کے نزدیک کسقدر کمزور اور کتنی لغو ہی کیوں نہ ہو۔

اس واقعہ کے متعلق قرآن مجید کی ان آیات کی تشریح کرنے سے پیشتر جن میں حضرت زید اور زینب کے اختلاف اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اقوال کا ذکر ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ عقلاً اس اعتراض پر غور کیا جائے

حضرت زینب رض کون تھیں

پہلے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت زینب کون تھیں۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھا ہے:۔

زینب بنت جحش زوج النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اخت عبد اللہ بن جحش وھی اسدیۃ من اسد بن خزیمۃ وامھا امیمۃ بنت عبد المطلب [illegible]

نیز لکھا ہے۔ کانت قدیمۃ الاسلام ومن المہاجرات (جلد ۵ ص ۲۶۳) مطلب یہ کہ زینب جحش کی بیٹی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ تھیں۔ زینب کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب تھیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھوپھی کا رشتہ رکھتی تھیں۔ آپ بنی اسد میں سے تھیں۔ اور ان لوگوں میں سے تھیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ نیز آپ مہاجرہ بھی تھیں

اب ہر دانشمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ جب زینب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھیں اور پھر آپ پر پہلے ایمان لانے والی مہاجرات میں سے تھیں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شکل وشباہت پوشیدہ نہ تھی۔ علاوہ ازیں اسلام سے پہلے عرب میں پردہ کا رواج نہیں تھا۔ اور اسلام میں بھی پردے کا حکم مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینب سے نکاح ہو جانے کے بعد نازل ہوا۔ ان حالات میں معمولی عقل وسمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ کہنا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ نیم کشادہ دروازہ میں سے اتفاقاً حضرت زینب کو دیکھ لیا۔ اور اسکی خوبصورتی کے سبب اس پر فریفتہ ہو گئے کتنا بڑا افتراء ہے۔

روحانی راہ نما اور اس کے متبعین کا نازک تعلق

پھر اگر اس قسم کا کوئی واقعہ ہوا ہوتا۔ تو ضرور تھا کہ مسلمانوں میں شور پڑ جاتا۔ ان کے دل شکوک وشبہات سے پر ہو جاتے وہ آپ سے علیحدگی اختیار کرتے یا کم از کم زید آپ کی صداقت کا منکر ہو جاتا۔ کیونکہ اسے اس واقعہ کی سب سے زیادہ خبر ہو سکتی تھی اور ایسے واقعہ کے بعد کوئی ایک شخص بھی آپ کا معتقد نہ رہ سکتا تھا۔ کیونکہ مرشد اور مرید کا نہایت نازک تعلق ہوتا ہے۔ لیکن تاریخی لحاظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ کسی وقت صحابۂ کرام کے دلوں میں اس واقعہ کی وجہ سے کوئی شبہ پیدا ہوا ہو۔ یا زید آپ کی صداقت سے منکر ہو گیا ہو۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ واقعہ محض کسی بد باطن دشمن کا بیان کردہ ہے۔ اور بعض مفسرین نے اپنی سادگی اور نادانی سے اسے بیان کر دیا ہے۔

اصل واقعہ اور آیت قرآنی کا شان نزول

قرآن کریم میں جو ذکر آتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ یعنے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو یہ ہرگز زیبا نہیں۔ کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کے متعلق فیصلہ کر دے۔ تو پھر وہ اس کے خلاف کچھ کہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا۔ وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہو جائیگا۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول جیسا کہ مفسرین لکھتے ہیں اور تاریخ اسلامی سے ثابت ہے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش کے نکاح کے لئے درخواست کی۔ آپ کا ارادہ یہ تھا۔ کہ زید کے ساتھ نکاح کر دیں۔ مگر زینب نے یہ سمجھا۔ کہ آپ کا منشاء اپنے لئے ہے۔ آخر جب انہیں یہ پتہ لگا۔ کہ آپ کا ارادہ زید کے ساتھ نکاح کرنے کا ہے۔ تو حضرت زینب نے انکار کر دیا۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مذکورۃ الصدر وحی ہوئی۔ اور جب آپ نے سنائی تو حضرت زینب نے زید کے ساتھ نکاح کرنا منظور کر لیا۔ الدر المنثور جلد ۵ ص ۲۰۱ میں لکھا ہے۔ اخرج عبد الرزاق وعبد ابن حمید و ابن جریر وابن المنذر والطبرانی عن قتادۃ رضی اللہ عنہ قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم زینب وھو یریدھا لزید رضی اللہ عنہ فظنت انہ یریدھا لنفسہ فلما علمت انہ یریدھا لزید ابت فانزل اللہ وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً الایۃ فرضیت وسلمت یعنی قتادہ رض کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو انہیں یہ خیال آیا۔ کہ رسول کریم اپنے لئے کہہ رہے ہیں۔ مگر جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ زید کے لئے کہا گیا ہے تو حضرت زینب نے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ اور آپ راضی ہو گئیں۔

سراج المنیر جلد ۳ ص ۲۳۳ میں لکھا ہے۔ نزلت فی زینب بنت جحش الاسدیۃ واخیھا عبد اللہ بن جحش وامھا امیمۃ بنت عبد المطلب عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم زینب علی مولاہ زید ابن حارثہ و کان اشتری زیداً فی الجاھلیۃ بعکاظ فاعتقہ وتبناہ فلما خطب النبی صلعم زینب رضیت وظنت انہ یخطبھا لنفسہ فلما علمت انہ یخطبھا لزید بن حارثۃ ابت وقالت انا ابنت عمتک یا رسول اللہ فلا ارضاہ لنفسی وکانت بیضاء جمیلۃ فیھا حدۃ وکذالک کرہ اخوھا ذالک۔ مطلب یہ ہے۔ کہ یہ آیت حضرت زینب کے متعلق نازل ہوئی جب رسول کریم نے پیغام بھیجا۔ تو انہیں خیال آیا۔ کہ شاید رسول کریم اپنے لئے رشتہ چاہتے ہیں۔ اس لئے راضی ہو گئیں۔ مگر جب پتہ لگا کہ زید کے لئے ہے جسے عکاظ سے خریدا گیا تھا۔ (یعنی غلام تھا) اور پھر رسول کریم نے آزاد کر کے اسے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔ تو انکار کر دیا کیونکہ آپ اعلیٰ خاندان سے تھیں۔ نیز خوبصورت اور تیز طبیعت کی تھیں۔ اسی طرح ان کے بھائی نے بھی ناپسند کیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ سیوطی نے لباب النقول فی شان النزول میں نیز روح البیان جلد ۳ ص ۱۱۶ روح المعانی جلد ۷ ص ۵۱ اور خازن جلد ۳ ص ۵۵۶ میں بھی یہی امر بیان کیا گیا ہے۔

حضرت زینب رض کی رضامندی

ان روایات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ زید سے نکاح کے لئے حضرت زینب اور ان کے بھائی نے انکار کر دیا تھا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہی چاہتے تھے۔ کہ زید سے نکاح ہو۔ جب حضرت زینب اور ان کے بھائی کی طرف سے انکار پر اصرار ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس معاملہ میں متنبہ کیا۔ اور ایک عام حکم کے ذریعہ سب کو نصیحت کر دی۔ کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی معاملہ میں فیصلہ کر چکے۔ تو پھر کسی مومن مرد یا مومن عورت کو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر حضرت زینب اور ان کا بھائی راضی ہو گئے۔ اور زید بن حارثہ کا حضرت زینب رض بنت جحش کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ الزام جو آنحضرت صلعم کی ذات مبارک پر لگایا جاتا ہے۔ کس قدر جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔ جیسا کہ ان حالات سے ظاہر ہے۔ کہ جب حضرت زینب رض آنحضرت صلعم کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہیں۔ تو آپ اسے منظور نہیں کرتے۔ اور باوجود اس کے اصرار کے آپ زید کے لئے ہی زور دیتے ہیں۔ اگر نعوذ باللہ نفسانی خواہش اس نکاح کی محرک تھی۔ تو پھر کونسی وجہ تھی۔ کہ آپ نے اس وقت اسے منظور نہ کیا۔ جب زینب رض اور اس کے رشتہ دار آمادہ اور تیار تھے۔

طلاق دینے سے روکنا

پھر جب زید اور حضرت زینب میں موافقت نہ ہوئی۔ اور ایک دوسرے سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔ تو اس وقت بھی رسول کریم نے کوشش کی۔ کہ وہ آپس میں عمدگی کے ساتھ گزارہ کر سکیں چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا۔ مگر آنحضرت صلعم نے اس سے روکا۔ اس سے بھی اس افترائ کی تردید ہو جاتی ہے جو رسول کریم کے متعلق کیا گیا۔

زید کیوں طلاق دینا چاہتا تھا

طلاق تک نوبت کیوں پہنچی۔ اس کے متعلق فتح الباری جلد ۸ ص ۲۹۶ سراج المنیر جلد ۳ ص ۲۳۴۔ الدر المنثور جلد ۵ ص ۲۰۱ اور روح المعانی جلد ۷ ص ۵۷ میں لکھا ہے۔ کہ زینب رض چونکہ قریش کے نہایت کے معزز خاندان میں سے تھیں۔ اور زید ایک آزاد کردہ غلام تھا علاوہ ازیں حضرت زینب کی طبیعت کچھ تیز بھی تھی۔ اس لئے وہ ہمیشہ اپنے حسب نسب کی بڑائی کیوجہ سے زید سے ایسے طریق کے ساتھ پیش آتیں جو انہیں ناگوار گزرتا۔ آخر اس کے جھگڑے کو بالکل ناقابل برداشت پا کر زید نے آنحضرت صلعم کے پاس شکایت کی۔ اور طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر آنحضرت صلعم نے اسے بہت ناپسند کیا۔ اور نصیحت فرمایا۔ کہ امسک علیک زوجک۔ اپنی بیوی کو علیحدہ نہ کر

رسول کریم سے نکاح

مگر باوجود بار بار سمجھانے کے زید نے طلاق دیدی جب عدت گزر گئی تو حکم الٰہی کے ماتحت رسول کریم نے خود حضرت زینب سے نکاح کر لیا۔ اس نکاح کی حکمت بھی خدا تعالیٰ نے بتا دی۔ اور وہ

مذاہب عالم

عیسائیت کے مشہور فرقوں کے عقائد

اٹھارویں صدی تک مسیحی فرقوں کی تعداد ۱۷۵ تک پہنچ چکی تھی۔ گو رومن کیتھولک فرقہ نے طاقت اور حکومت کے زور سے اپنے سوا باقی تمام فرقوں کو مسیحیت سے خارج قرار دیدیا۔ تاہم اس وقت تک بہت سے ایسے فرقے موجود ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد عقائد رکھتے۔ اور ان کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور (۱) رومن کیتھولک اور (۲) پراٹسٹنٹ ہیں۔ اس کی آگے کئی شاخیں ہیں۔ جیسے (۱) پریسبی ٹیرین چرچ (۲) میتھاڈس چرچ (۳) سالویشن آرمی یا مکتی فوج (۴) یونی ٹیرین چرچ وغیرہ

رومن کیتھولک

(۱) رومن کیتھولک چرچ والوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ چونکہ تمام مسائل اور ضروری امور دین عیسوی کے متعلق پورے طور پر کتاب مقدس میں نہیں پائے جاتے۔ اس لئے ان کو Mother Church سے سیکھنا چاہئیں۔ بالفاظ دیگر یہ فرقہ روایات کا قائل ہے۔ اور ان کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے۔

(۲) اس فرقہ کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ مقدس پولوس کے حواری اور جانشین "پوپ آف روم" وہی طاقتیں اور اختیارات رکھتا ہے۔ جو خود مقدس پولوس رکھتے تھے۔ اس لئے پوپ آف روم ملکی معاملات میں بھی ہر ایک بادشاہ سے افضل سمجھا جاتا ہے۔

(۳) ان کا عقیدہ ہے۔ کہ پوپ ہر ایک گناہ بخش سکتا ہے خواہ گناہ چھوٹا ہو۔ یا بڑا چنانچہ مدتوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ کہ کلیسا میں مغفرت کے کاغذات بکتے رہے۔

(۴) ان لوگوں کے نزدیک ہر ایک وہ شخص جو مذہبی مبلغ بننا چاہے۔ یعنی عہدہ پادری پر مقرر ہونا چاہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ مجرد رہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک شادی شدہ کلیسیہ کا پاسبان نہیں ہو سکتا۔

(۵) رومن کیتھولک فرقہ کی کنواری عورتیں مقدسہ مریم کے نام پر اپنے آپ کو نذر کرتی ہیں۔ اور پھر عمر بھر شادی نہیں کرتیں

(۶) ان کے نزدیک مذہبی جہاد جائز ہے۔

یہ ان کے موٹے موٹے اور اہم عقائد ہیں

پراٹسٹنٹ

پراٹسٹنٹ فرقہ کے مندرجہ ذیل عقائد ہیں

(۱) ہر ایک مسئلہ اور ہر ایک بات کتاب مقدس میں پائی جاتی ہے۔ اور اس میں وضاحت سے درج ہے۔ اس لئے کسی دوسرے چرچ یا کتاب کی حاجت نہیں۔ کتاب مقدس اپنی ذات میں ہی کافی ہے۔

(۲) مقدس پطرس کا جانشین صرف ایک ہی شخص نہیں ہو سکتا جیسا کہ اکیلا پطرس مسیح کا جانشین نہیں تھا۔ اسی طرح مقدس پطرس کا ایک ہی جانشین نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کئی ہو سکتے ہیں۔

(۳) اس فرقہ کے لوگوں کے نزدیک "پوپ آف روم" دجال ہے

(۴) ان کے نزدیک یہ کہنا۔ کہ پوپ ہر قسم کے گناہ بخش سکتا ہے نہ صرف یہ کہ غلط ہے۔ بلکہ وہ اسے کفر خیال کرتے ہیں

(۵) ان کے نزدیک پادری کا مجرد رہنا۔ اور شادی نہ کرنا جائز نہیں۔

(۶) پراٹسٹنٹ چرچ میں کنواری عورتیں نہیں رہ سکتیں جس طرح رومن کیتھولک چرچ میں رہتی ہیں

(۷) ان کے نزدیک مذہبی جہاد جائز نہیں

چرچ آف انگلینڈ اور پریسبی ٹیرین چرچ

چرچ آف انگلینڈ کی کلیسیا میں ایک بشپ مقرر کیا جاتا ہے۔ پریسبی ٹیرین چرچ کے ملک میں کئی بشپ ہوتے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ بشپوں کا تقرر مسیح کے بارہ حواریوں کے تقرر کی بجائے ہے یعنی جس طرح بارہ حواری مختلف ممالک میں اپنے اپنے رنگ میں مسیح کے جانشین ہو کر تبلیغ اور اشاعت عیسویت کرنے لگے تھے۔ اسی طرح یہ بشپ صاحبان ہیں۔ ان کے اختیارات ایک حد تک محدود ہوتے ہیں۔ اور وہ ملکی معاملات میں بہت کم دخل دے سکتے ہیں۔ تاہم بادشاہ کی تخت نشینی اور تاج پوشی کی رسم یہی لوگ ادا کرتے ہیں۔ پریسبی ٹیرین چرچ میں کوئی بشپ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس فرقہ کے لوگ ہر ایک پاسبان کو ہی بزرگ خیال کرتے ہیں۔

چرچ آف انگلینڈ والوں کا عقیدہ ہے۔ کہ جب تک مستقیم ہونے کی شرط ادا نہ کی جائے۔ یعنی بپتسمہ حاصل کر چکنے کے بعد جب تک بشپ صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر برکت نہ دیں اور اس کے لئے دعا نہ مانگیں۔ روح القدس اس پر نازل نہیں ہو سکتا لیکن پریسبی ٹیرین چرچ والوں کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ اور وہ اسے تسلیم نہیں کرتے

میتھاڈس چرچ

اس چرچ میں بشپ نہیں ہوتا۔ بلکہ پریسبی ٹیرین چرچ کی طرح ایک کلیسیا کا پریذیڈنٹ مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ روح القدس کے نزول کے عقیدہ میں پریسبی ٹیرین چرچ کا موافق ہے۔ یعنی جس وقت بپتسمہ کوئی لے چکتا ہے۔ تو نزول روح القدس ہونے لگتا ہے۔ استقامت کی رسم ادا کرنی ضروری نہیں۔

یونی ٹیرین چرچ

یہ سب چرچوں کا مخالف ہے۔ موحد ہے تثلیث کے خلاف اور یسوع مسیح کی حقیقی ابنیت کا منکر ہے۔ علاوہ ازیں بائیبل کی تمام کتب کو الہامی تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ بعض کو مانتا ہے جیسے عبرانیوں کے نام کا خط اور یونی ٹیرین چرچ والوں کی بائیبل اور رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ کی بائیبل میں فرق ہے۔

رسم بپتسمہ

ابتداء سے ہی کلیسیا کا یہ اصول رہا ہے۔ کہ جب تک کوئی شخص بپتسمہ نہ پائے۔ اس وقت تک وہ مسیحیوں میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اس رسم کی بنیاد دراصل خود حضرت مسیح کا یوحنا سے بپتسمہ پانا ہے۔ جو انہوں نے دریائے یردن کے کنارے یوحنا سے حاصل کیا تھا۔ بپتسمہ کے روحانی نتائج کا ذکر یوحنا کی انجیل باب تین میں پایا جاتا ہے۔

اس رسم کی ادائیگی گرجا میں سبت یعنی ہفتہ کے دن بالعموم ہوتی ہے۔ پاسبان کلیسیا مع اپنے مقتدیوں کے پہلے کچھ ایسی دعائیں پڑھتا ہے جو گناہ بخشنے اور بخشوانے کے مضامین پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس کے بعد پادری کچھ سوال وغیرہ کرتا ہے۔ جو اس مطلب پر مشتمل ہوتے ہیں۔ کہ وہ آئندہ شیطان کی پیروی نہیں کریگا۔ دنیا کے باطل و بے حقیقت جاہ و جلال اور لالچ و نفسانی خواہشات وغیرہ کو رد کر دے گا۔ اور پھر رسولی عقیدہ بپتسمہ پانے والے سے سنا جاتا ہے۔ اس کے بعد پادری سوال کرتا ہے کہ کیا تو رسولی عقیدہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اس ایمان پر بپتسمہ لینا چاہتا ہے۔ ان سوالات کا جواب بپتسمہ پانے والا اگر اثبات میں دے۔ تو اسے بپتسمہ دے دیا جاتا ہے۔ چرچ آف انگلینڈ اور پریسبی ٹیرین چرچ کا یہ طریق ہے۔ کہ بپتسمہ پانے والے کے مذہبی ماں باپ ہیں جو اسی وقت مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ جن سے اس قسم کی ضمانت طلب کیجاتی ہے۔ کہ کیا تم اس کے دینی و دنیاوی امور میں نگہبان رہوگے؟ دھرم کے ماں باپ اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں۔ بعد ازاں بپتسمہ دینے والا پانی کا چلو لیکر بپتسمہ پانے والے کے سر پر ڈالتا ہے۔ اور فوراً ہی یہ کہتا ہے۔ کہ میں تجھے باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دیتا ہوں۔ اور پھر اس کے ماتھے پر صلیب کا اس پانی سے نشان بنا دیتا ہے۔ اور دعا مانگنے کے بعد بپتسمہ پانے کی رسم کا اختتام ہو جاتا ہے

عشائے ربانی کی رسم

یہ رسم مسیحی ہر ہفتہ مناتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح نے واقعہ صلیب سے قبل دعوت کی۔ اور کہا۔ کہ کھاؤ یہ میرا گوشت اور پیو۔ کہ یہ میرا خون ہے۔ اگرچہ حضرت مسیح نے یہ کہیں نہیں کہا۔ کہ میرے بعد بھی ایسا کیا کرنا۔ لیکن عیسائی اسے ہر ہفتہ مناتے ہیں۔ اور روٹی کے ٹکڑے کو مسیح کا گوشت اور شراب کو حضرت مسیح کا خون خیال کرتے ہیں۔ اور اسکو مذہبی فرائض میں سے ایک فرض سمجھتے ہیں۔ یہ رسم واقعہ صلیب کے بہت عرصہ بعد شروع ہوئی

فضیلت اسلام

عبادت الٰہی کس طرح کرنی چاہیئے

نماز کی محویت

اسلامی نماز جہاں غیر ضروری اور غلط توجہ کے قیام کی مخالف ہے وہاں اس سے ایک اور قسم کی محویت اور سرور بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ سرور انسان کی اپنی حالت اور خدا کی صفات بے پایاں کے تقابل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ انسان خدا تعالیٰ کے دربار میں اپنے آپ کو انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ گرا دیتا ہے۔ اور اس کے تقدس اور اس کی قدرت کا دامن پکڑ کر اس کے رحم کی زنجیر کو جنبش دیتا ہے۔ اس وقت وہ خدا کے جلال کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کرتا اور اللّٰہ اکبر کہکر اس کا اقرار کرتا ہے۔ جس وقت وہ الحمد للّٰہ کہتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ کے تمام احسانات۔ اس کی شفقتیں اور مہربانیاں اس کے سامنے آجاتی ہیں۔ کلفتیں اور تکلیفیں نہایت معمولی اور حقیر نظر آنے لگتی ہیں خدا کا فضل اور رحم ابر رحمت کی طرح اس پر چھا جاتا ہے اور رنج و محن کی دھوپ راحت و فرحت کے سایہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جب بندہ رب العٰلمین کہتا ہے تو اس کے دل میں اپنی نوع انسان کی ہمدردی کا ایک بے بدل جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو خدا کی مخلوق کا ایک جزو اور دنیا کے جسم کا ایک عضو سمجھنے لگتا ہے۔ اور مالک یوم الدین اس کی زبان سے نکلتے ہی اس کے سامنے نیک کاموں کے کرنے کی خواہش اور بدکاموں سے بچنے کی ضرورت مجسم ہو کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور خدا کا بندہ اپنی کمزوریوں کو یاد کر کے بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کہ اے خدا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور اسی وجہ سے تجھ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ تو ہر مصیبت کے وقت میں ہماری مدد فرما۔ پھر انسان خدا سے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کہکر ہر کام کے سرانجام دینے کیلئے اس کا صحیح طریق عمل دریافت کرتا ہے۔ اور پھر اس بات کی توفیق مانگتا ہے کہ وہ اپنے نیک ارادوں کو ایسے طریق سے پایۂ تکمیل تک پہنچائے کہ خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے۔ اور وہ اس طریق پر عمل کر کے خدا کی ناراضگی اور اس کے غضب کو برانگیختہ کرنے والے رستوں سے بچے اور جادۂ استقامت سے منحرف نہ ہو۔ غرض یہ محویت اور توجہ ہے۔ جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی وہ حالت ہے جس کے نتیجہ کی طرف قرآن مجید نے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَر۔ کہکر اشارہ فرمایا ہے۔ کہ نماز انسان کو ہر قسم کی بدی اور بدکاری سے روکتی ہے۔

نماز کی خصوصیات

اسلامی نماز اللّٰہ اکبر خدا سب سے بڑا ہے سے شروع ہوتی ہے۔ اور السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ۔ سلامتی اور رحمت کی دعا پر ختم ہوتی ہے گویا اس کے شروع میں بھی اور آخر میں بھی اللّٰہ ہی کا نام ہے۔ اس کے ابتداء میں خدا کی بزرگی بڑائی اور کبریائی کا اقرار ہے۔ تو انتہا میں بندگان خدا کیلئے سلامتی امن و رحمت کی تڑپ ہے یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ چونکہ اسلام نے نماز کے الفاظ مقرر کر دیئے ہیں اس لئے ارتقاء ذہنی کو روکتے ہیں۔ کیونکہ اسلام نے جو الفاظ مقرر کئے ہیں وہ نہایت جامع ہیں نیز علاوہ بطور نمونہ اجتماع اور اتحاد کو قائم رکھنے کی غرض سے ہیں۔ ان کے علاوہ اپنی زبان میں انسان جو چاہے مناسب حال دعا مانگ سکتا ہے۔

گویا اسلامی نماز میں پرمیشور کی مہما بھی موجود ہے۔ اور انسان کے لئے دعا بھی۔

اسلامی نماز میں شروع سے لیکر آخر تک عبادت کرنے والے کیلئے جمع کے صیغے نعبد ہم عبادت کرتے ہیں نستعین ہم مدد مانگتے ہیں۔ اھدنا ہم کو ہدایت دے وغیرہ صاف طور پر اجتماع کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ اور انسان پر خود غرضی اور جماعت سے علیحدگی کے نقائص عیاں ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسلامی نماز میں صفوں کا قیام اور ان کو سیدھا رکھنے کی تاکید دنیا میں نظام کو قائم رکھنے اور مساوات انسانی کی بہترین مثال ہے۔ شاہ و گدا۔ امیر و غریب۔ حاکم و محکوم کا پہلو بہ پہلو کھڑے ہو جانا اتحاد و مساوات ترتیب اور نظام کا بے نظیر سبق ہے۔

اسلامی طریق عبادت میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عالمگیر ہے۔ یعنی ہر طبقہ کے انسان کے لئے خواہ وہ کہاں اور کن حالات میں ہو۔ امیر ہو یا غریب یکساں طور قابل عمل ہے۔ اسلام نے نماز کے علاوہ باقی تمام عبادات صرف ان لوگوں پر فرض کی ہیں۔ جو ان کو بجا لانے کی قوت اور مقدرت رکھتے ہیں۔ دوسروں کے لئے جو معذور ہوں مثلاً بیمار ہوں یا دوسرے موانع ہوں ان پر وہ فرض نہیں صرف نماز ہی وہ اسلامی عبادت ہے۔ جو ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض کی گئی ہے۔ نماز کے لئے کسی دریا کے کنارے کی ضرورت نہیں۔ کہ دریا سے دور رہنے والوں یا مریضوں بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو سورج نکلنے سے قبل ہی وہاں پہنچ کر عبادت میں مشغول ہونا مشکل ہو۔ اسلامی نماز کی ادائیگی کے لئے قیمتی اشیاء مثلاً کستوری۔ اگر تگر۔ گھی۔ صندل وغیرہ کی ضرورت نہیں کہ ایک غریب آدمی اس کا متحمل نہ ہو سکے۔ غرضیکہ اسلامی طریق عبادت ایک عالمگیر طریق ہے۔ اور کیا بلحاظ بناوٹ کے اور کیا بلحاظ الفاظ اور مفہوم کے دنیا بھر کی عبادتوں میں بے نظیر ہے۔

وصال الٰہی کا ذریعہ

اس بات کا کہ اسلامی طریق عبادت ہی وصال الٰہی کا بہترین اور صحیح ترین طریق ہے ثبوت اسلام نے یہ پیش کیا ہے۔ کہ صحیح طریق عبادت وہی ہو سکتا ہے۔ جس پر چل کر انسان دنیا ہی میں خدا تعالیٰ کو پالے۔ اور خدا تعالیٰ کے حُسنِ دلربا کی جھلک اسی دنیا میں دیکھ لے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے اسلام کو ایک ایسا درخت قرار دیا ہے جس کی جڑیں نہایت مضبوط اور جس کی شاخیں آسمان تک چلی گئی ہیں۔ اور وہ درخت ہر موسم میں خوشگوار پھل دینے والا ہے۔ اسلام کا دعویٰ ہے کہ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اے لوگو! اگر تم خدا کے ساتھ رشتۂ محبت استوار کرنا چاہتے ہو تو آؤ جس طریق پر ہمارا نبی محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم چلتا ہے تم بھی اسی پر چلو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ خدا بھی تم سے محبت کرنے لگے گا۔ چنانچہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے اسلامی طریق عبادت پر عمل کیا۔ اور خدا کا الہام تسلی اور تسکین کی خوشخبری لے کر ان پر نازل ہوا۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق عبادت پر عمل کر کے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ایک دنیا کو پھر اسی درخت ثمردار کے لذیذ پھلوں سے لطف اندوز کرایا ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ خدا جس طرح ابتداء سے دنیا میں بولتا تھا۔ اب بھی اسی طرح بولتا ہے۔ اگر خدا ہماری حرکات و سکنات کو دیکھتا ہے۔ اگر وہ ہماری آواز کو سنتا ہے۔ اور اگر وہ ہمارے دلوں کے حالات جانتا ہے۔ تو وہ ضرور بولتا بھی ہے ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

پس اسلامی طریق عبادت کی صحت کا یہی ثبوت ہے۔ کہ اس پر عمل کرنے سے انسان خدا سے اسی دنیا میں ہمکلام ہو جاتا ہے اور خود خدا اس کو انا الموجود کی صدا سناتا ہے۔ ہمارا یہ بیان نرا محض دعویٰ ہی دعویٰ نہیں۔ بلکہ لاکھوں انسانوں کا ذاتی تجربہ اس کی صحت کا زبردست ثبوت ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ببانگ دہل اسی حقیقت کا انکشاف کیا اور آج جبکہ خدا کا وہ رسول ہم میں سے چلا گیا ہے ہزاروں ہیں جنہوں نے اسلامی طریق عبادت پر عمل کر کے بذات خود خدا تعالیٰ کی سریلی مگر دل میں میخ کی طرح گڑ جانے والی آواز کو سنا۔ مبارک وہ جو اس نسخہ کو آزمائے اور اپنے تجربہ کی بناء پر اس کی صحت کی شہادت دے۔

ملک عبدالرحمٰن خادم۔ بی۔ اے۔ گجراتی

احمدی جماعتوں کی مالی قربانی

کمزور احباب کو پیچھے نہ رہنے دیا جائے

مولوی فخر الدین صاحب ان چند اور خاص احباب میں سے ہیں۔ جنہوں نے پنشن لے کر سلسلہ کی خدمت آنریری طور پر شروع کی ہے۔ ایک مہینہ سے ان کی خدمات نظارت بیت المال کی طرف منتقل ہوئی ہیں۔ اور اس ایک ماہ میں انہوں نے بعض شہری جماعتوں کا دورہ کیا ہے۔ اس دورہ کے تاثرات خود ان کے قلم سے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ لیکن ایک بات جس پر انہوں نے اس قدر زور نہیں دیا جس قدر ان کے زبانی ذکر سے ان پر اس کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ ایسی ہے۔ جو میں احباب کی توجہ کے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اب تک جماعتوں میں شرح سے کم اور بے قاعدہ چندہ دینے والوں کی تعداد خواہ نسبتاً زیادہ نہ ہو۔ مگر ہمارے کاموں کو مد نظر رکھتے ہوئے اب بھی ایسے احباب کی تعداد بہت زیادہ ہے جہاں تک ہو سکے مقامی عہدہ دار ایسے اصحاب کی اصلاح میں سعی کریں۔ کیونکہ عہدہ داروں کے کام کرنے سے ہی جماعتوں کی اصلاح ہوتی ہے اور جہاں جہاں عہدہ دار باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔ ایسے احباب کی تعداد بہت ہی کم ہے مجھے امید ہے۔ احباب ان کے اس دورہ سے فائدہ اٹھائیں گے اور اپنے چندوں کو باقاعدہ کرنے میں کوئی فروگذاشت نہیں ہونے دیں گے۔ وباللّٰہ التوفیق واللّٰہ المستعان۔

ذیل میں مولوی صاحب موصوف کی رپورٹ درج کی جاتی ہے۔ (ناظر بیت المال)

خاکسار ۲۵ جون ۳۲ء کو قادیان سے روانہ ہو کر تمام ان جماعتوں کے حسابات کا جو Main لائین پر واقع ہیں۔ ملاحظہ کر کے ۱۸ جولائی کو پشاور پہنچا۔ اور ۲۲ کو قادیان واپس پہنچ گیا۔ اس دورہ میں میں نے مندرجہ ذیل جماعتوں کے حسابات ملاحظہ کئے۔ بٹالہ امرتسر لاہور۔ گوجرانوالہ وزیر آباد۔ گجرات۔ لالہ موسیٰ۔ کھاریاں جہلم۔ راولپنڈی کامل پور۔ نوشہرہ۔ مردان اور پشاور

مالی خدمت کا احساس

جو کچھ میں نے دیکھا۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تمام جماعتیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مالی خدمت کرنے کے لئے اپنے دل میں درد رکھتی ہیں۔ اور ہر ایک احمدی یہی چاہتا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ایک ایسی روح جماعت کے لوگوں میں پھونک دی ہے۔ کہ وہ چیز جو اس زمانہ میں بہت ہی عزیز اور پیاری سمجھی جاتی ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے دنیا میں مختلف قسم کے دھوکوں۔ فریبوں اور چالاکیوں سے دنیا کے فرزند کام لیتے ہیں۔ اور بعض اوقات اپنے بھائی کا گلا کاٹنے تک دریغ نہیں کرتے۔ وہ ایک احمدی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہایت خوشی سے خرچ کرتا ہے۔ اور وہ اپنی زندگی کا اصل مدعا یہی سمجھتا ہے۔ کہ جو کچھ اس کے پاس ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔ وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم یعنے مومنوں کے مال سے ایک حصہ لے تاکہ وہ صدقہ ان کو گناہ سے بچا سکے۔ اور حقیقی نیکی کی توفیق دے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو باوجود ناداری اور مفلسی کے اللہ تعالیٰ کے رستے میں چونکہ اپنے اموال خرچ کیا کرتے تھے۔ اس لئے مطہر اور مزکی بن گئے۔ اور تمام دنیا کے معلم اور استاد قرار پائے ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول اور ان کے خلفاء دعائیں کرتے۔ اور دعا کے ذریعہ سے وہ لوگ تزکیہ نفس حاصل کر لیتے ہیں۔ احمدی جماعت صرف ایک ہی جماعت ہے۔ جو اپنے اموال کو اللہ تعالیٰ کے رستہ میں نہایت خوشی سے خرچ کرتی۔ اور ہر موقعہ پر مالی و جانی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتی ہے پچھلے سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے چندہ خاص کا حکم دیا میں نے دیکھا۔ کہ بعض مخلصین نے حکم کے سنتے ہی فوراً اپنی پوری تنخواہ قادیان روانہ کر دی۔ اور ایک دن کا وقفہ بھی نہ ڈالا انہوں نے اسی میں اپنی سعادت سمجھی۔ کہ ایسا کرنے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خاص دعاؤں میں شامل ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر خاص برکات کا نزول ہو گا۔

پشاور میں میں نے روزنامچہ دیکھتے ہوئے ۲۰۰ روپے کی ایک رقم دیکھی معلوم ہوا۔ کہ ایک دوست نے یہ رقم چندہ خاص میں دی تھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک اعلیٰ افسر ہیں۔ اور چندہ دینے میں ہمیشہ سبقت لے جاتے ہیں۔ اللہ ان کو اور ان تمام کو جو خواہ اپنی غربت کی وجہ سے صرف ایک پیسہ ہی اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کر سکتے ہوں۔ جزائے خیر دے

کمزور طبائع کا خیال

اس کے بعد میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ قاعدہ ہے۔ کہ جہاں تمام نبیوں کی جماعتوں میں جوشیلے مخلص اور شیدائی سلسلہ ہوا کرتے ہیں۔ وہاں بعض کمزور طبائع بھی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ہماری جماعت میں بھی ہیں۔ جو چندہ اس شرح کے مطابق نہیں ادا کرتے۔ جو قادیان سے مقرر کی گئی ہے۔ اور بعض بالکل چندہ نہیں دیتے۔ میں نے دیکھا ہے۔ قریباً ہر جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جنہوں نے ایک خاص عرصہ سے یا تو چندہ دیا ہی نہیں یا اگر دیا ہے۔ تو شرح کے مطابق نہیں دیا۔ میں نے حتی الوسع ایسے لوگوں سے ملنے کی کوشش کی۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے دلوں میں بھی اخلاص ہے۔ مگر بوجہ غربت عدم روزگار خسارہ تجارت۔ اور زمینداری کے وہ لوگ پورا چندہ ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

کمزوروں کا علاج

اگرچہ یہ حالات افسوسناک ہیں۔ تاہم ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کا علاج سوچیں میں نے جہاں تک خیال کیا ہے علاج یہی ہے۔ کہ جماعتوں کے امیر اور پریذیڈنٹ خود اعلیٰ نمونہ اختیار کریں خود باقاعدگی سے چندہ دیا کریں۔ اور تمام نادہندوں یا شرح سے کم دینے والوں کے پاس وقتاً فوقتاً چند معززین کا وفد لیکر جایا کریں حضرت اقدس کے ارشادات ان کے پاس موجود ہوں۔ بلکہ بعض ضروری اقتباسات چھاپ کر اپنی مسجد یا انجمن کے دفتر میں لگا دیں جیسا کہ نوشہرہ کی جماعت نے کیا ہوا ہے۔ تاکہ ہر احمدی جب نماز کے لئے آئے۔ تو پڑھ سکے۔

تشخیص چندہ کا فارم

دوسری ضروری بات یہ ہے۔ کہ تشخیص چندہ کا فارم نہایت احتیاط سے پر کیا جائے۔ بعض دوست اپنی آمدنی کم دکھلاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت زیادہ دیا ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے۔ کہ تشخیص کا فارم پر کرتے وقت انجمن مقامی کا اجلاس ہو۔ اور سب دوست ایک جگہ اکٹھے ہو کر اپنی آمد لکھائیں۔

روزنامچہ کی پڑتال

تیسری ضروری بات یہ ہے۔ کہ چندہ قادیان روانہ کرنے سے پیشتر امیر جماعت یا پریذیڈنٹ صاحبان روزنامچہ کی اچھی طرح خود پڑتال کر لیا کریں۔ اور جن دوستوں نے چندہ نہ دیا ہو۔ یا شرح سے کم دیا ہو۔ ان سے وجہ پوچھ لیا کریں۔ اور نہایت نرمی سے ان کو سمجھائیں۔

تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے

چوتھی ضروری بات یہ ہے۔ کہ جو دوست تین ماہ متواتر چندہ نہ دیں۔ ان کی رپورٹ دفتر ناظر بیت المال کو کر دی جائے۔ تاکہ دفتر اس پر جو مناسب سمجھے کارروائی کرے۔ خواہ ناظر صاحب خود ان کو تحریک کریں۔ یا حضرت اقدس کو رپورٹ کر دیں۔ تجربہ بتاتا ہے۔ یہ ثابت ہوا ہے کہ ایسے نادہندوں کی رپورٹ نہ ہونے سے ان میں زیادہ سستی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ اور وہ غلطی سے سمجھتے ہیں کہ اگر ہم چندہ نہ دیں گے۔ تو ہمارا کیا حرج ہے

احمدی دجّال ہیں یا ہمدرد انسان

میں نے اخبار "زمیندار" کی اشاعت مورخہ ۷ جون میں ایک مضمون مولانا ابوذر ضیا صاحب کے قلم سے لکھا ہؤا پڑھا۔ جس سے دل کو صدمہ ہؤا۔ میں نہ لاہوری احمدی ہوں۔ نہ قادیانی۔ بلکہ سیدھا سادھا مسلمان اہل سنت والجماعت ہوں۔ ضیا صاحب نے احمدیوں پر بے تحاشا تنقیص کیا ور کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ اور نہ اسی باب تک محدود رکھ کر اپنی علمی لیاقت کے اظہار میں کوئی کسر رکھی ہے۔

کیا مسلمانوں نے جنگ یورپ میں مسلمان ممالک کو تباہ کرنے میں امداد نہیں دی۔ مسلمان مستورات کے ساتھ زنا بالجبر نہیں کیا۔ سوامی شردھانند کو جامع مسجد دہلی کے ممبر پر متمکن نہیں کیا۔ ڈاکٹر انصاری نے تالاب دربار صاحب امرت سر کے صفائی کے وقت "مرکبات غسل" ہوئے کیچڑ کی ٹوکری کو اپنے سر پر نہیں اٹھایا۔ کانگرس کی حمایت میں مسلمان جیل خانوں میں نہیں جارہے۔ حالانکہ کانگریس صرف مسلمانوں کی معزز زندگی کے معدوم کرنے کے سوا کوئی اصل غرض نہیں رکھتی۔ کیا یہ سب بزرگان غیر احمدی نہیں ہیں۔ اور کیا ان کے اعمال سے اسلام کو فروغ یا مسلمانوں کو تقویت پہنچی ہے۔ ؟

بابا پائے روم نے کروڑوں روپے حال ہی میں صرف اسی غرض کے لئے جمع کئے ہیں کہ وہ اسلام کے اثرات کو صفحۂ ہستی سے اڑا دے۔ اور مغربی اقوام کو اسلام کی طرف توجہ کرنے سے روک دے چنانچہ اسلام اور مسلمانوں کو ذلیل ترین رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کی غرض سے بے انداز رسالے شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ نوبت یہاں تک آپہونچی ہے کہ اذان کا دینا۔ مسجدوں کا بننا۔ قرآن شریف و حدیث کی تعلیم۔ اسلامی روایات و حکایات کی ممانعت کئی ممالک یورپ و ایشیا بلکہ خود ہندوستان کی ریاستوں میں عمل میں آچکی ہے۔ اور خدا معلوم آئندہ ہمارا کیا حشر ہوگا۔ ایسے زمانہ میں اگر امریکہ یا جرمنی یا انگلستان و ہندوستان میں اسلامی مذہب و روایات کی اشاعت اور کفر کی رو کو اسلام پر غالب آنے کے لئے کسی نے کوشش کی ہے تو وہ صرف گنہگار احمدی جماعت ہی ہے۔ اسلامی نقطۂ خیال سے بہترین ترجمہ قرآن کریم بھی ایک احمدی فاضل نے کیا۔ اور اب جرمنی میں بھی اسی جماعت کا ایک مقتدر رکن کام کر رہا ہے۔ میرے ذاتی علم میں احمدی طالب علموں کا یہ حال ہے۔ کہ لاہور میں احمدیہ ایسوسی ایشن نے اہل اسلام کی خاطر جون کے شدید گرم ماہ میں دو دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانح مبارک پر تقریریں کرائیں اور ایک نقطہ تک مرزا صاحب کے نبی ہونے کی نسبت نہیں کہا۔

دنیاوی لحاظ سے بھی یہ جماعت اس وقت بہترین طور پر منضبط ہے جیسے اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام کمال باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ تجارت میں پوری سرگرمی سے حصہ لیا جاتا ہے اور سیاسی اقتدار حاصل کرنے سے بھی بے پرواہ نہیں۔

اگر چودہری ظفر اللہ خان صاحب کو وائسرائے بہادر کی کونسل کا ممبر بنا دیا گیا تو کیا غضب ہو گیا کیا سر فضل حسین صاحب کی بجائے بھائی پرمانند یا پنڈت مالویہ صاحب کو ممبر بنایا جاتا تو ضیاء صاحب خوش ہوتے۔ کیا خود ضیاء صاحب اس قابل ہیں کہ اس کام کو کما حقہٗ سر انجام دے سکتے۔ قانونی و عام قابلیت کو چھوڑ کر اگر قومی خدمت کو ہی ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ تو بھی یہی چوہدری صاحب تھے۔ جنہوں نے گاندھی جی مہاراج کے لیکچروں کے اثرات کو جو انہوں نے مسلمانوں کے حقوق و وجاہت کے برخلاف انگلستان میں دئے اپنی تقریر سے ملیامیٹ کر دیا۔

کیا یہ بھی کوئی ماننے کی بات ہے کہ گورنمنٹ نے مرزا غلام احمد صاحب کو اسلام کے خدانخواستہ تباہ کرنے کے لئے نبی کا دعوٰی کرنے پر مامور کیا ہے کیا عیسائیوں کے پہلے ہی مسیح ابن مریم خدا موجود نہیں ان کو دوسرا خدا پیدا کر دینے کی کیا ضرورت پڑی۔

اگر کسی کام میں ہمارا اعتقاد احمدیوں سے مختلف ہے مثلاً مرزا صاحب مرحوم نبی تھے یا مجدد۔ تو جہاں ہم مشرکوں۔ یہودیوں۔ نصارٰی اور بابیوں وغیرہ سے گزارہ کر رہے ہیں ان کے ساتھ کیوں گزارہ نہیں کر سکتے کیا دوسری مذکورہ اقوام اسلام کی خاطر یہ تگ و دو اور مصائب و اخراجات کثیر برداشت کر رہی ہیں جو احمدی کر رہے ہیں۔ کیا ضیا صاحب نے آج تک ان لوگوں کے برخلاف بھی قلم اٹھایا ہے جو شب و روز اسلام و مسلمانوں کی بیخ کنی میں سرشار ہیں یا خود یا ان کے احباب نے اسلام کے برخلاف طوفان کو روکنے کی کوئی قابل قدر بلکہ قابل ذکر کوشش فرمائی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا حسد و تنگ نظری سے بچائے اگر انسان خود کچھ نہ کر سکے۔ تو اوروں کو نیک کام کرتے دیکھ کر برا بھلا کہنا بے سود ہے۔ ضیا صاحب کو چاہیئے کہ وہ تاریکی سے نکل کر وسیع نظری اور نیک نیتی سے اپنی قوم و مذہب کے مفاد کے لئے جد و جہد فرمائیں خدا ان کو ہمت و توفیق دے۔ احمدیوں کو خدا کے سپرد کر دیں وہ اپنے اعمال کے لئے خود اللہ کی جناب میں ذمہ دار ہیں۔ یہ ضرور کہنا پڑتا ہے کہ احمدی جماعت والوں کا سلوک عام مسلمانوں کے ساتھ تنگدلی کا ضرور ہے۔ یہاں تک کہ وہ غیر احمدی متوفی کے نماز جنازہ یا فاتحہ خوانی میں بھی شریک نہیں ہوتے۔ اسی منافرت اور تحقیر والے سلوک سے اغلباً عام مسلمانوں کو بھی ان سے منافرت ہو رہی ہے۔ کیا یہ تنگ دلی دور نہیں ہو سکتی۔ تاکہ یہ خلش قلوب دور ہو جائے اور زیادہ صداقت اور اخوت سے مل کر قومی کام ہو سکے۔ ؛

خاکسار شیخ نیاز علی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

مندرجہ بالا مضمون کے آخری حصہ کے متعلق ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ غیر احمدی متوفی کے "نماز جنازہ یا فاتحہ خوانی" میں عدم شرکت تنگ دلی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ مذہبی نظام کے عام کے لئے یہ ایک ضروری امر ہے۔ جبکہ امور سیاسی کا سوال درپیش ہو۔ اور اس میں اتحاد کی ضرورت ہو۔ تو پھر ان امور سے ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ کئی مذہبی امور ایسے ہیں۔ جن میں دوسرے فرقوں کے مسلمان بھی ایک دوسرے کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اپنے متحدہ سیاسی مفاد کی حفاظت کے لئے بھی متحد نہ ہوں۔ مذہبی عقائد میں ہر شخص کو حق ہونا چاہیئے۔ کہ جو چاہے عقیدہ رکھے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی حق ہونا چاہیئے کہ دوسروں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی کوشش کرنے میں بالکل آزاد ہو۔ ہاں مشترکہ اور متحدہ مقاصد میں سب کو مل کر کام کرنا چاہیئے۔ اور ہر ہی خواہ ملک و ملت کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ سیاسی امور میں کوئی جماعت جمہور مسلمانوں سے مل کر اور ان کے مفاد کی حفاظت کے لئے کام کر رہی ہے۔ یا نہیں۔

اس لحاظ سے امید ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب جماعت احمدیہ کو قطعاً تنگ دل نہیں پائیں گے۔

68

کشمیر کمیٹی کے وکلاء کی مساعی کے شاندار نتائج

مظلومین کشمیر کی قانونی امداد

سری نگر کشمیر میں چوہدری یوسف خاں اور شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ کی کوشش سے مندرجہ ذیل اشخاص بری کئے گئے ہیں۔

۱۔ سرکار بنام ۲۳ ملزمان یارہ مولا۔ جن پر تین بلوے اور حملہ بر ملازمین و دیگر سنگین الزامات پر مشتمل مقدمہ تھا اور اس میں بہت سے معززین ماخوذ تھے۔ پانچ ماہ سے مسلسل مقدمہ جاری تھا۔ وکلاء کشمیر کمیٹی کی پرزور پیروی اور کوشش بلیغ کے بعد ریاست نے مقدمہ واپس لے لیا۔ اور جملہ ملزمان رہا کئے گئے۔

۲۔ سرکار بنام ۸ کس ملزمان موضع اونتی پورہ۔ بلوہ، ڈکیتی و حملہ بر ملازم۔ پنڈت بھیم سین صاحب کی عدالت سے آٹھوں ملزمان بالکل بری کئے گئے۔

۳۔ مقدمہ سرکار بنام رمضان شیخ وغیرہ ۲۱ ملزمان بلوہ و حملہ بر ملازم خانقاہ معلی میں۔ ۱۳ ملزمان پہلے رہا ہو چکے تھے۔ باقی ۸ کے خلاف مقدمہ واپس لیا جا کر ملزمان بری کئے گئے۔

۴۔ ۴ ملزمان موضع شدبت بنام سرکار۔ اپیل اول میں تا فیصلہ ضمانت ہو چکی ہے۔ بحث ہونے والی ہے۔ سرقہ کا الزام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے وکلاء کی قربانیوں کے صلہ میں انہیں دین و دنیا میں ترقیات عطا فرمائے۔

۵۔ قاضی عبدالحمید صاحب پلیڈر کی کوشش سے محمد الدین سکنہ ساڈنی جس پر مجمع خلاف قانون کا ممبر ہو کر آتش زدگی کا الزام تھا۔ عدالت مجسٹریٹ درجہ اول سے بری ہوا۔

۶۔ محمد بخش صاحب جو میرپور کے ایک معزز شخص ہیں۔ انہیں سہ ماہ سزا دو عدالت ہائے ماتحت نے دی تھی۔ ہائی کورٹ میں ملک محمد حسین صاحب بیرسٹر نے کشمیر کمیٹی کی طرف سے ایڈووکیٹ کی حیثیت سے بحث کی۔ ملزم بری کر دیا گیا۔ اور لکھا گیا۔ کہ عدالت کو کوئی اختیار سماعت نہ تھا

۷۔ ہندواڑہ میں گولی چلنے کے واقعہ کے متعلق جو سنگین مقدمہ بلوہ وغیرہ کا تھا اس کی اپیل ہائیکورٹ میں دائر ہے۔ ۱۸ آدمیوں کو ضمانت پر رہا کرایا گیا ہے ان کو ۲½ سال سے لے کر ۴½ سال تک سزا اور ۱۰۰ سے لے کر ۴½ تک جرمانہ تھا۔ اپیل آئندہ بحث پر ہوگی۔ ۳ ملزمان کی فی الحال ضمانت نہیں ہوئی اس کے لئے بھی کوشش کی جا رہی ہے۔

پونچھ کے مسلمانوں کی قانونی امداد

کشمیر کمیٹی کی طرف سے پونچھ میں چوہدری عزیز احمد صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر سیالکوٹی مظلوم مسلمانوں کی قانونی امداد کر رہے ہیں۔ آپ کی کوشش سے ایام زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل اشخاص بری ہوئے ہیں۔

(۱) لال دین ولد گاماں (۲) صفدر علی خاں (۳) امداد علی ولد شیرا (۴) گوہر ولد نواز علی (۵) راج محمد ولد صاحب خاں (۶) راج محمد ولد تاج محمد نمبردار کہوٹہ (۷) عالم دین ولد فضل الدین یہ لاوارث لڑکا تھا کسی نے اس کی اپیل نہ کرائی تھی جب ہمارے وکیل صاحب وہاں پہنچے تو اپیل زائد المیعاد ہو چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے اس کی نگرانی کرائی جو منظور ہو گئی۔ (۸) میر محمد ولد بہادر علی (۹) راج محمد ولد بہادر علی یہ دونوں بھائی ہیں۔ ایک کو تین سال قید اور دو سو روپیہ جرمانہ اور دوسرے کو چار سال قید اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا عدالت ماتحت نے دی تھی۔ چونکہ یہ سب ملزم ایک ہی دن بری کئے گئے اس لئے ہندوؤں میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے وکلاء کی خدمات کو قبول فرمائے

خاکسار۔ شمس کاشمیری

حکام بنوں کا شکریہ

۱۲ جولائی کو انجمن احمدیہ بنوں کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب صاحبزادہ محمد طیب صاحب احمدی رئیس آف لوزنگ منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق طور پر پاس کئے گئے (۱) جماعت احمدیہ بنوں مقامی پولیس اور ان ذمہ دار آفیسرز کا عموماً اور جناب خانبہادر زار گل خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس بنوں کا خصوصاً شکریہ ادا کرتی ہے

مظلومین کشمیر کے لئے چندہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز چندہ کشمیر فنڈ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"میں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ اس چندہ کی ضرورت ہے پس چندے اکٹھے کرو۔ اور دعاؤں سے کام لو۔ ہمیں یقین رکھنا چاہئیے۔ کہ اس معاملہ میں خدا تعالیٰ ہماری مدد کریگا"

معلوم ہوا ہے۔ بعض دوست جب کشمیر فنڈ کا چندہ لینے کے لئے مسلمانوں کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے چندہ دینے سے انکار کیا۔ اور بعض نے بات بھی نہ سنی چاہی۔ اس سے کارکنوں کو مایوس نہیں ہونا چاہئیے کیونکہ مایوسی مومن کا حصہ نہیں۔ مومن کا ماحول کتنا ہی مایوس کن کیوں نہ ہو۔ اور اس کی موجودہ حالت کتنی ہی ناتسلی بخش کیوں نہ ہو۔ اسے یہ یقین اور ایمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد و نصرت کریگا۔ اور اسے کامیاب بنائیگا۔ پس مومن کو ہر کام عزم صمیم کے ساتھ کرنا چاہئیے اور کامیابی پر نظر رکھنی چاہئیے۔ اس کے واسطے دو باتوں کی ضرورت ہے۔

اول۔ جہاں تک اسباب کا تعلق ہے۔ ان کو پورے طور پر جمع کیا جائے۔ اور اس کے لئے پوری کوشش کی جائے۔

دوسری آپ کے لئے ضروری بات دعا ہے۔ جہاں آپ اسباب جمع کریں۔ وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا بھی کرتے رہیں۔ کہ وہ آپ کو اپنے فضل سے کامیاب کرے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"دعاؤں سے کام لو۔ ہمیں یقین رکھنا چاہئیے۔ کہ اس معاملہ میں خدا تعالیٰ ہماری مدد کریگا"

پس مشکلات کی وجہ سے کسی بھائی کو مایوس نہیں ہونا چاہئیے۔ بلکہ اپنے احباب کے پاس جا کر بار بار احسن طریق سے کوشش کرنی چاہئیے اور ساتھ ہی دعا سے بھی کام لینا چاہئیے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی ہوگی تمام جماعتوں اور افراد کو یہ بات یاد رکھنی چاہئیے۔ کہ کشمیر فنڈ کا چندہ بیت المال کے چندوں کے ساتھ ارسال کیا جائے۔ اور کوپن یا بیمہ میں اس کی تفصیل ہو۔ نیز دوسرے مسلمانوں سے جو چندہ لے کر مسلم بنک آف انڈیا لاہور میں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

وزداب کے علاقہ میں چونکہ سیلاب کی وجہ سے اکثر مقامات پر ریلوے لائن کی حالت مخدوش ہو گئی ہے اس لئے ریل گاڑی کی آمد و رفت حنائی سے فورٹ سنڈیمن تک ۳ اگست تک بند کر دی گئی ہے۔

رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ انجینیرنگ کے سوا باقی ہر قسم کے سپلیمنٹری امتحانات یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ہفتہ کے دن گیارہ بجے قبل دوپہر شروع ہونگے۔ انجینیرنگ کے امتحانات کی تاریخوں کا بعد میں اعلان کیا جائیگا۔

امپیریل اقتصادی کانفرنس اوٹاوہ میں کینیڈا کے وزیر اعظم مسٹر بنیٹ نے کینیڈا اور برطانیہ کے درمیان تجارتی مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جو بھی معاہدہ کیا جائے وہ مستحکم اور دیر تک قائم رہے۔ اس کے بعد مندوبین نے تقاریر کیں اور مختلف تجارتی شعبوں کے مسائل کا تصفیہ کرنے کے لئے پانچ کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔ کانفرنس کی کارروائی پر "ٹائمز" تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ افتتاحی تقریروں سے یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ مندوبین ایسا تصفیہ کر سکیں گے جو سلطنت اور دنیا کے لئے بیش قیمت ہو گا۔

جرمنی میں کپتان وان پیپن کی حکمت عملی بالکل کامیاب ہو گئی ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ آئندہ بھی کامیاب رہیگی جوش و خروش کم ہو رہا ہے اور حکومت کو صورت حالات پر قابو رکھنے کے متعلق اطمینان ہے۔ فوجی آفیسر کمانڈنگ نے ایک حکم جاری کیا ہے جس کے رو سے لوگوں کو عام ہڑتال کے لئے ترغیب دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ نیز سوشلسٹ افسروں کو برطرف کر کے نیشنلسٹ افسروں کا تقرر عمل میں لایا جا رہا ہے۔ دراشتراکیوں کی سرگرمیوں کو انتہائی ذرائع اختیار کر کے کچلا جا رہا ہے۔ برطرف وزراء کے پیروشیا احتجاج کرنے کے بعد اپنی قسمت پر شاکر ہو گئے ہیں۔

فری پریس جرنل بمبئی کی اشاعت مورخہ ۲۳ جولائی میں ایک مضمون تسوراج ہی سے نجات ہو گی شائع ہوا۔ جس کے متعلق گورنر جنرل با جلاس کونسل کا یہ خیال ہے کہ اس مضمون کے بعض الفاظ پریس ایکٹ آرڈی ننس کی دفعہ ۴ کی زد میں آتے ہیں اس بناء پر حکومت نے چھ ہزار روپیہ کی ضمانت جو اس پریس سے لی ہوئی تھی ضبط کر لی ہے۔

چینیوں کی طرف سے جمعیتہ اقوام کی اسمبلی کے جنرل سکرٹری کو ایک یادداشت بھیجی گئی ہے جس میں لیگ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کی ہے۔ کہ منچوریا میں حکومت چین کے محکمہ ڈاک پر جاپانیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ جاپانیوں کے اس فعل سے صورت حالات پیچیدہ ہو جانے کا احتمال ہے نیز ان کا یہ فعل جمعیتہ اقوام اور اس کی مقرر کردہ چودہ ارکان کی کمیٹی کی ہدایات کی خلاف ورزی بھی ہے۔

اطالیہ کے وزیر خارجہ جو کابینہ وزارت سے مستعفی ہو گئے تھے لندن کے اطالوی سفیر مقرر ہو گئے ہیں۔ چند ہفتے قبل لندن کے سفیر اطالیہ کی اچانک موت سے یہ عہدہ خالی ہو گیا تھا۔

ہندوستان میں برطانوی افواج کی ٹریننگ کے لئے جو رقوم ادا کی جاتی ہیں ان کے متعلق ہندوستان اور برطانیہ میں تنازعہ چلا آتا ہے اب اس کے تصفیہ کے لئے لندن میں ایک ٹریبونل مقرر کیا جا رہا ہے جس کے دو رکن ہونگے معلوم ہوا ہے کہ سر شادی لال چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ اس کے ایک رکن ہیں۔ برطانوی ممبر کا تقرر ابھی عمل میں نہیں آیا۔

گورنمنٹ بنگال نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس کے رو سے ہوائی پستول جس سے نیچے کھیلا کرتے ہیں یا لائسنس لئے بغیر بنانے اپنے پاس رکھنے اور فروخت کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ گورنمنٹ کا خیال ہے کہ ان کی آڑ میں انقلاب پسند پارٹی اپنے لئے ہتھیار جمع کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی بیماری تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہے۔ ڈیرہ دون سے ۲۴ جولائی کی اطلاع ہے کہ گورنمنٹ خرابی صحت کی بناء پر آپ کی رہائی کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔

کپتان کولڈ سٹریم سول سرجن پشاور کے قتل کے سلسلہ میں پولیس نے ۲۴ جولائی کو حملہ آور اس کے والد دادا اور چچا کے مکانات کی تلاشی لی۔ اور اس کے والد نیز دو بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔

گیر گام کانگرس ہاؤس بمبئی پر ۲۴ جولائی کو کانگریسیوں نے قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ پولیس نے تین مختلف گروہوں میں سے جو جلوس کی صورت میں حملہ آور ہوئے ۵۵ والنٹیر گرفتار کر لئے۔

ٹریبیون کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ الہ آباد یونیورسٹی کو ایک لاکھ ۸۸ ہزار روپیہ کا خسارہ ہوا ہے۔ یونیورسٹی امپیریل بنک سے ۷۰ ہزار روپیہ قرضہ کا انتظام کر رہی ہے

فرقہ وار سمجھوتہ کے سلسلہ میں فری پریس کا ایک بیان مظہر ہے کہ حکومت پنجاب اور حکومت ہند نے وزیر ہند کو ایک یادداشت ارسال کی ہے جس پر غور کرنے کے بعد وزیر ہند مسئلہ پنجاب کا حل تجویز کریں گے۔ اس یادداشت میں پنجاب کونسل کی ترکیب اس طرح تجویز کی گئی ہے۔ عام نشستیں جن کا انتخاب جداگانہ ہو گا ۱۶۱۔ خاص نشستیں جن کا انتخاب مخلوط ہو گا ۱۴۔ گویا کل ۱۷۵ نشستیں ہونگی عام نشستوں کی فرقہ وار تقسیم اس طرح ہو گی یورپین ۲ ہندوستانی عیسائی ۲ سکھ ۳۱ ہندو ۴۲ اور مسلمان ۸۴۔ اس طرح مسلمانوں کو ۵۲ فیصدی ہندوؤں کو ۲۶ فیصدی سکھوں کو ۱۹ فیصدی اور عیسائیوں کو ۲ فیصدی نشستیں حاصل ہونگی۔ ۱۴ خاص نشستوں کی تقسیم اس طرح ہو گی یونیورسٹی ۱ تجارت ۱ تمندار بلوچ ۱ مزدور ۳ خواتین ۴ بڑے زمیندار ۴۔ ان نشستوں میں سے ۵ ہندوؤں کو ۷ مسلمانوں کو اور ۲ سکھوں کو حاصل ہو نگی۔ گویا پنجاب کونسل کی ۱۷۵ نشستوں میں سے ۹۱ مسلمانوں کو ۴۷ ہندوؤں کو

بمبئی میں ۲۴ جولائی کو پھر ہندوؤں نے فساد شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں پولیس نے ایک مکان کی تلاشی لی اور دس ہندوؤں کو گرفتار کر لیا۔

یونانی قونصل جنرل متعین کلکتہ کے مفقود الخبر ہونے کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ بعد کی اطلاع ہے کہ پولیس کو بڑی جستجو کے بعد ان کی نعش گارڈن ریچ کے علاقہ میں پڑی ہوئی ملی۔ معلوم ہوا کہ نعش دریائے ہگلی میں بہتی ہوئی آ گئی موت کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی

لاہور میں ۲۴ جولائی کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ پر سکھوں کا ایک جلسہ آئندہ دستور اساسی میں سکھوں کی پوزیشن واضح کرنے کے لئے منعقد ہوا اور ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ پنجاب میں مسلمانوں کو فرقہ وارانہ آئینی اکثریت نہ دی جائے اور یہ کہ پنجاب کونسل میں سکھوں کو ۳۰ فیصدی نشستیں دی جائیں بڑے جوش و خروش کے ساتھ کہا گیا۔ کہ سکھ اس فیصلہ کے خلاف کوئی بات منظور نہ کریں گے۔ اور ایک کمیٹی بنائی گئی جو سکھوں کے مطالبات پورے نہ ہونے پر حکومت کے خلاف کارروائی